خطبہ جمعۃ المبارک

واقعہ معراج سے ایک سبق

ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ سرگودھا، پنجاب، پاکستان واٹس اپ نمبر: 0313.7013113

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

معراج اور اسراء نبی کریم ﷺ کے عظیم ترین معجزات ہیں۔ اسراء اس سفر کو کہتے ہیں جو آپ ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کیا، اور معراج وہ سفر ہے جو زمین سے آسمانوں اور اس سے آگے سدرۃ المنتہیٰ تک کیا، اور اس میں آپ ﷺ نے ساتوں آسمانوں، عرش و کرسی اور جنت و دوزخ کے بہت سے مناظر دیکھے جن کا تذکرہ قرآن کریم اور سینکڑوں احادیث میں مذکور ہیں۔

اعلانِ نبوت کے گیارہویں سال 27 رجب کو اس عظیم معجزے کا ظہور ہوا۔ یہ سفر بیداری کی حالت میں جسم مبارک کے ساتھ ایک ہی رات میں ہوا۔ چونکہ یہ سب کچھ عام حالات میں ممکن نہیں، اسی لیے یہ سفر معجزہ کہلاتا ہے اور ہمارا اس پر ایمان ہے۔

اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی معجزہ کے ثبوت کے لیے روایت میں تو بحث واختلاف کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ یہ روایت ثابت ہے یا نہیں؟ اس کی سند درست ہے یا نہیں؟ لیکن اگر کوئی واقعہ صحیح روایت اور سند کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور اس بحث کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تو عقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے وغیرہ۔ اس لیے کہ معجزہ اگرچہ نبی کے ہاتھ پر اس کی سچائی کے اظہار کیلئے ظاہر ہوتا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار اور فعل سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی کام بھی ناممکن نہیں، وہ اپنی قدرت کاملہ سے کسی بھی وقت، کچھ بھی کر سکتا ہے۔

اس لیے ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو معراج کی شب مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور زمین سے سات آسمانوں، عرش و کرسی اور جنت ودوزخ کی سیر کرائی اور یہ سارا سفر جاگتے ہوئے، جسمِ مبارک کے ساتھ ہوا، لیکن اس واقعہ کے علاوہ کئی بار خواب میں بھی آپ ﷺ کو جنت ودوزخ اور کائنات کے مختلف مناظر دکھائے گئے جن کا تذکرہ احادیث میں خواب کے حوالہ سے موجود ہے۔ اور یہیں سے کچھ حضرات کو غلط فہمی ہوئی کہ معراج کا واقعہ بھی شاید خواب کا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ معراج کا واقعہ بیداری کے ساتھ جسمانی طور پر ہوا۔ اسی لئے تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے ورنہ خواب کی بات کو معجزہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ خواب میں تو ہم بھی خدا جانے کہاں کہاں کی سیر کرتے رہتے ہیں اور اس میں کوئی معجزاتی بات نہیں ہے۔

البتہ ایک بات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ ہمارے خواب میں اور انبیاء کرام ﷺ کے خواب میں فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارا خواب ضروری نہیں کہ سچا اور درست ہو شیطانی اور نفسانی بھی ہو سکتا ہے اور فرشتوں کی طرف سے بھی۔ اس لیے مسئلہ یہ ہے کہ نبی

کے علاوہ کسی کاخواب شریعت میں دلیل نہیں،اوراللہ تعالیٰ کے کسی بھی نبی کے خواب اور بیداری میں کوئی فرق نہیں ہےاور بیداری کی طرح خواب بھی وحیِ الٰہی اور دلیل ہے اور نبی کاخواب اس درجہ کی وحی اور دلیل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے خواب کی وجہ سے اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے پر تیار ہوگئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی والد محترم کے سامنے اپنی گردن ذبح کے لیے پیش کردی بلکہ اپنی طرف سے باپ نے ذبح کردیااور بیٹاذبح ہوگیا،یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے اپنی قدرت کاملہ سے بچالیا۔اس سارے واقعہ کی بنیاد خواب پرہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کاخواب بھی اس کی بیداری کی طرح وحی کادرجہ رکھتا ہے۔

یہاں یہ عرض کرنا بھی مناسب ہے کہ نبی پاک ﷺ کے حوالہ سے توان کے خواب اور بیداری کے سفر میں کوئی فرق نہیں ہے اور دونوں قسم کے واقعات حقیقی ہیں،البتہ ہمارے لیے دونوں کی حیثیت اس پہلو سے الگ الگ ہے کہ حضور ﷺ کا بیداری کی حالت میں معراج کاسفر معجزہ ہے جبکہ خواب کے اس قسم کے سفر کو معجزات میں شمار نہیں کیاجاتا۔

اس تمہید کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے معراج کاہمارے ساتھ تعلق ایک تواس حوالے سے ہے کہ یہ ہمارے ایمان وعقیدہ کا حصہ ہے،اوردوسرااس پہلو سے کہ ان میں ہمارے لیے سبق اور عمل کے بہت سے پہلو ہیں۔ ہماری اصل ذمہ داری یہ ہے کہ ہم ان واقعات سے سبق حاصل کریں اوران میں ہمارے لیے جو پیغامات اور تعلیمات ہیں ان پر عمل کی کوشش کریں۔چنانچہ اس حوالے سے دو واقعات کاتذکرہ کروں گا،ایک واقعہ خواب کاہے اور دوسرا بیداری کا۔

نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد اشراق وچاشت کے وقت تک مسجد میں تشریف فرما رہتے اوراس دوران مختلف قسم کی باتیں ہوتیں،جن میں سے ایک یہ کہ اگر کسی صحابی نے کوئی خواب دیکھاہوتاتووہ اپناخواب بیان کرتااور آپ ﷺ اس کی تعبیر ارشاد فرماتے۔ کبھی آپ ﷺ خود پوچھ لیتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھاہے تو بیان کرے، کبھی حضور ﷺ اپناخواب بیان فرماتے تھے کہ میں نے یہ خواب دیکھاہے اور پھر خوداس کی تعبیر بیان فرماتے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت سَمُرَۃبن جُندب رضی اللہ عنہ سے مَروی آقا ﷺ کاایک طویل خواب مذکور ہے جس کاایک حصہ سماعت فرمایئے۔رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "لَنَا أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَابْتَعَثَانِي فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمْ اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَا لِي هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ"

(آج رات خواب میں)دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔میں ان کے ساتھ چل پڑا،ہم چلتے چلتے ایک بستی میں پہنچے جو بہت خوبصورت تھی،اتنی خوبصورت بستی میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی،خوبصورت عمارتیں،کھلے راستے،صاف ستھرا

ماحول، غور سے دیکھا تو نظر آیا کہ عمارتیں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں۔ میں نے ساتھ والے دو شخصوں سے پوچھا کہ یہ بستی کونسی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آگے چلیں بعد میں بتائیں گے۔ ہم آگے چلے تو بستی کے ایک طرف صاف ستھرے پانی کی ایک بڑی نہر ہے جس میں روانی کے ساتھ پانی چل رہا ہے، میں نے دیکھا کہ بستی کی دوسری طرف لوگوں کا ایک بڑا ہجوم ہے جو بستی کی طرف بڑھ رہا ہے مگر ان کے چہرے عجیب ہیں، چہرے کا آدھا حصہ اتنا خوبصورت ہے جتنا خوبصورت تم دیکھ سکو اور چہرے کا باقی آدھا اتنا بدصورت ہے جتنا بدصورت تم دیکھ سکو۔ میں نے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلیں بعد میں بتائیں گے۔ اتنے میں میرے ساتھیوں نے ہجوم والوں کو آواز دی کہ سب اس نہر میں کُود جاؤ وہ سب نہر میں کود گئے اور اس میں دو دو چار چار غوطے لگاتے ہوئے تیر کر دوسرے کنارے سے بستی میں داخل ہونا شروع ہو گئے، میں نے دیکھا کہ نہر میں چھلانگ لگانے اور غوطے کھانے سے ان کے چہروں کی ساری بدصورتی غائب ہو گئی اور وہ انتہائی خوبصورت چہروں کے ساتھ اس بستی میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میرے ان دو ساتھیوں نے جو مجھے لے کر آئے تھے بتایا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور ہماری آج کی ڈیوٹی آپ کو یہ مناظر دکھانے کی ہے۔ یہ بستی عَدَن ہے جو جنت کا وہ حصہ ہے جہاں آپ ﷺ کا قیام ہو گا، یہ بستی کی طرف بڑھنے والے لوگوں کا ہجوم آپ کی امت کے ان لوگوں کا ہے جو "خلطوا عملاً صالحاً و آخر سیئا" نیکی اور بدی کے کام مِکس کرتے رہے ہیں۔

(صحيح البخاري: كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ (بَابُ قَوْلِهِ {وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا الخ: حديث 4674)

(صحيح مسلم: بَاب رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ، حديث 2275) (جامع الترمذي: بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ، حديث 2294)

اس حدیث کی شرح میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے معمولات میں نیکی اور گناہ کے اعمال خلط ملط چلتے رہے۔ ان کے چہروں پر ان کے اپنے اعمال کا سایہ پڑ رہا ہے، نیک اعمال حُسن کی صورت میں جبکہ گناہ بدصورتی کی صورت میں ان کے چہروں پر ظاہر ہو رہے تھے۔ اور جس نہر میں چھلانگ لگا کر انہوں نے بدصورتی سے نجات پائی ہے یہ توبہ اور استغفار کی نہر ہے جس میں نہانے سے انکے چہروں سے ساری بدصورتی صاف ہو گئی اور وہ خوبصورت چہروں کے ساتھ جنت میں داخل ہو گئے۔

نبی اکرم ﷺ کے خواب کا یہ قصہ ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں گناہوں سے نجات اور اعمالِ شر کے اثرات ختم کرنے کے لیے توبہ واستغفار کا راستہ بتایا ہے اور تلقین فرمائی کہ ہم توبہ واستغفار کرتے رہیں تاکہ گناہوں سے اور ان کے اثرات سے پاک ہو سکیں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے جسم پر مَیل جمتی ہے، پسینہ آتا ہے اور بدبو پیدا ہوتی ہے، جس کا علاج یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً غسل کرتے رہیں۔ اگر غسل کرتے رہیں گے تو جسم کی بدبو، پسینہ اور میل صاف ہوتی رہے گی اور اگر غسل کی عادت نہیں ہو گی تو یہ میل جسم کا حصہ بن جائے گی اور ایک وقت آئے گا کہ غسل بھی فائدہ نہیں دے گا تو جس طرح جسم میلا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ گرد اور بدبو لگتی ہے جس کا علاج ہم غسل کے ذریعے کرتے ہیں، اسی طرح روح بھی میلی ہوتی ہے، نفسانی خواہشات، گناہ، شیطانی خیالات اور برے اعمال انسان کی روح کو میلا کر دیتے ہیں، اسے بدبودار بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کا غسل بھی اگر

ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو وہ صاف رہتی ہے ورنہ میل اور بدبو رفتہ رفتہ اسے اس حال میں کر دیتی ہے کہ میل اور بدبو کا احساس ہی ختم ہو جاتا ہے، اسی حالت کو قرآن کریم نے دلوں کے گرد غلاف چڑھ جانے سے تعبیر کیا اور فرمایا کہ پھر دلوں پر مہر لگ جاتی ہے اور ان میں حق اور خیر کو قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی۔ روح کا غسل نماز کے ساتھ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہوتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت سے ہوتا ہے، نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھنے سے ہوتا ہے اور توبہ واستغفار کی کثرت سے ہوتا ہے اور رسول پاک ﷺ کے اس خواب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی بات کی تعلیم دی ہے۔

دوسرا واقعہ رسول اللہ ﷺ کے اس تاریخی سفر معراج کا ہے چنانچہ ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے جب جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو حضرت ابراہیم نے آپ ﷺ کی امت کیلئے دو پیغام دیے۔ روایات کے مطابق حضرت ابراہیم کے ساتھ آپ ﷺ کی واقعہ معراج میں تین بار ملاقات ہوئی۔ پہلی بار جب تمام انبیاء کرام بیت المقدس میں جمع ہوئے اور سب نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ دوسری بار فرشتوں کے قبلہ بیت المعمور کے پاس ملاقات کا ذکر ملتا ہے۔ اور تیسری ملاقات کا ذکر ترمذی شریف کی اس روایت میں ہے جو جنت میں ہوئی اور اس میں حضرت ابراہیم نے آپ ﷺ کے ذریعے کے آپ کی امت کے لیے دو پیغامات دیئے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا: "لقيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلاَمَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَغِرَاسُهَا: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ" ترجمہ: معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے محمد! اپنی امت سے میرا سلام کہئے گا اور انہیں بتلایئے گا کہ جنّت کی مِٹّی بڑی زرخیز ہے اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ بالکل برابر ہے اور یہ بھی بتلادیں کہ اس میں آباد کاری "سبحان اللّٰہ، والحمدلله ولا اله الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر" کے ساتھ ہوتی ہے۔ (سنن الترمذي: 3462، الدعوات - الطبراني الكبير: 10363، 10/214 - الطبراني الأوسط: 4182، 5/98)

یہ ہمارے لیے اعزاز کی بات ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہمیں سلام بھیج رہے ہیں، اور وہ بھی نبی پاک ﷺ کے ذریعہ سے۔ اس لیے یہ سلام سن کر ہم سب کو خوشی سے جھوم کر سنت کے مطابق اس کا جواب دینا چاہیے۔

دوسرا پیغام یہ ہے کہ اپنی امت سے فرمادیجئے کہ "أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَغِرَاسُهَا: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ" بے شک جنت کی زمین عمدہ اور پانی میٹھا ہے لیکن وہ چٹیل میدان ہے، اسے ذکر الٰہی کے ذریعے خود آباد کرنا ہو گا۔ یعنی جنت انسانوں کے رہنے کے قابل ہے لیکن خالی پلاٹ ملے گا اور وہاں تعمیر اور آبادی خود کرنا ہو گی۔ دنیا میں کسی بھی جگہ آبادی کے لیے اور بسنے کے لیے سب سے پہلے زمین اور پانی کو چیک کیا جاتا ہے اور پھر وہاں بستی بسانے اور انسانوں کو آباد کرنے کا پلان کیا جاتا ہے۔ آج کل ہمارے سائنسدان مختلف سیاروں میں انسانی زندگی کے امکانات تلاش کر رہے

ہیں، پانی آکسیجن اورہواوغیرہ کی تلاش جاری ہے اوراس بات کاجائزہ لیاجارہاہے کہ انسانوں کواگرکسی دوسرےسیارے میں آباد ہوناپڑےتواس کیلئے کونساسیارہ مناسب رہے گا۔لیکن میں یہ عرض کروں گاکہ ہمارےسائنسدان تو ابھی امکانات کی تلاش میں سرگرداں ہیں جبکہ حضرت ابراہیم نےچودہ سوسال پہلےایک پیغام کے ذریعے یہ رپورٹ ہمیں بھجوادی ہے کہ جنت انسانوں کے رہنے کے قابل ہےاوراس کی زمین اورپانی دونوں حیاتِ انسانی کے لیےخوشگوار ہیں،لیکن ساتھ ہی یہ وارننگ بھی دے دی ہے کہ جنت چٹیل میدان ہےاور جس کو بھی ملے گی خالی پلاٹ کی صورت میں ملے گی،اسے آبادخودکرناہوگااوراس پر شجرکاری، باغات اورسبزہ وغیرہ کااہتمام انسانوں کوخودکرناپڑے گا۔

یہاں مختلف احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بھی عرض کرناچاہتا ہوں کہ ہرانسان کواس کی دنیا میں پیدائش کےساتھ ہی دو پلاٹ الاٹ ہوجاتے ہیں ایک جنت کااوردوسرادوزخ کا۔اب یہ اس کاکام ہے کہ وہ ان دونوں میں سے کس کوآبادکرتاہےاور کس کوویران رہنے دیتاہے۔حضرت ابراہیم بھی اپنےپیغام میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمارہےہیں کہ جنت کاخالی پلاٹ انسان کومل جاتا ہےلیکن اس کی آبادی اوراس میں سبزہ کاری انسان کی دنیاکی زندگی کےاعمال وایمان پرموقوف ہے۔چنانچہ حضرت ابراہیم یہ فرماکرکہ "أَنَّهَاقِيعَانٌ"جنت چٹیل میدان کانام ہے،اس کی آباد کاری کاطریقہ یہ فرماتےہیں"غِرَاسُهَا:سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ، وَلاَ إِلَهَ إِلَّااللهُ ، وَاللهُ أَكْبَرُ "جنت کےاس چٹیل میدان کوسرسبزبنانےکےلیےدنیامیں جتنااللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمیدکروگے اتناہی تمہارےجنت کےپلاٹ میں سبزہ اُگے گااوراتنےہی وہاں درخت پیداہوں گے۔گویاحضرت ابراہیم نسل انسانی کویہ پیغام دےرہےہیں کہ زمین کےتباہ ہوجانےکےبعدتمہارےلیےرہنےکےقابل جگہ جنت ہی ہےلیکن اس کےلیےتمہیں محنت دنیامیں کرنی ہوگی اورمرنےسےقبل اس کی تیاری کرنی ہوگی ورنہ وہ پلاٹ کینسل بھی ہوسکتا ہے۔

اسکےساتھ ایک اوربات عرض کرنابھی ضروری سمجھتاہوں کہ جہاں جنت میں اپنےپلاٹ کوآبادکرنےکےلیےہمیں اس دنیامیں محنت کرنی ہےاورہمارےموت سےپہلےکےاعمال اورایمان کےساتھ ہی ہماراجنت کاپلاٹ محفوظ رہےگااورآبادہوگا،وہاں ہمیں اس پلاٹ کےسائز کابھی اندازہ کرلیناچاہیےتاکہ محنت اس کےمطابق ہو۔جنت کی بےپناہ وسعت اور اس کی لمبائی اور چوڑائی کا تذکرہ مختلف احادیث میں ملتاہے،مثلاًنبی پاک ﷺ کایہ ارشادگرامی ہے کہ جنت کےایک درخت کےسائےمیں تیزرفتارگھوڑاسو سال تک دوڑتارہےتب بھی اس کاسایہ ختم نہیں ہوگا۔مگرمیں اس حوالہ سےایک روایت کاتذکرہ کرناچاہتا ہوں جس میں اس شخص کاذکرہےجوسب سےآخرمیں جنت میں داخل ہوگا۔یہ ایک لمبی روایت ہے لیکن میں اس کا صرف ایک حصہ بیان کروں گا۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نےفرمایا:

"إِنِّي لأَعلَمُ آخِرَ أهلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنها، وآخِرَ أهلِ الجَنَّةِ دُخُولًا الجَنَّةَ: رَجُلٌ يَخرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا، فيَقُولُ اللهُ تبارکَ وتعالی لَه: اذهَب فادخُلِ الجَنَّةَ، فيَأتيها فيُخَيَّلُ إليه أنَّها مَلأى، فيَرجِعُ فيَقُولُ: يا رَبِّ، وجَدْتُها مَلأى، فيَقُولُ اللهُ تبارکَ

وتعالى لَه: اذهَبْ فادخُلِ الجَنَّةَ، قال: فيَأتيها فيُخَيَّلُ إليه أنَّها مَلأى، فيَرجِعُ فيَقُولُ: يا رَبِّ، وجَدْتُها مَلأى، فيَقُولُ اللهُ لَه: اذهَبْ فادخُلِ الجَنَّةَ، فإنَّ لَكَ مِثلَ الدُّنيا وعَشَرةَ أمثالِها - أو إنَّ لَكَ عَشَرةَ أمثالِ الدُّنيا - قال: فيَقُولُ: أتَسخَرُ بي - أو أتضحَكُ بي - وأنتَ المَلِكُ؟ قال: لَقَد رَأيتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ضَحِكَ حَتَّى بَدَت نَواجِذُه، قال: فكانَ يُقالُ: ذاكَ أدنى أهلِ الجَنَّةِ مَنزِلةً" ترجمہ: میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں اس میں داخل ہو گا۔ ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہو گا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ پھر آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہو گا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا تو مجھ سے استہزاء فرماتا ہے حالانکہ تو شہنشاہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے اور آپ کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہو گا۔

(صحيح مسلم: حديث 186) (صحيح بخاري: كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، حديث 6571) (جامع ترمذي: كتاب صفة جهنم، حديث 2595) (سنن ابن ماجه: باب صفة الجنة، حديث 4339) (صحيح مسلم: حديث 187) (فأخرجه صحيح مسلم: حديث "188)

مسلم شریف کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ بات سن کر اپنی شان کے مطابق مسکرائے گا اور فرمائے گا کہ میں تم سے استہزا (مذاق) نہیں کر رہا "لَكَ مِثلَ الدُّنيا وعَشَرةَ أمثالِها" بلکہ پوری زمین اور اس جیسی دس زمینیں اور میں نے تمہیں عطا کر دی ہیں۔ یعنی یہ کُرّہ ارضی اور اس جیسی دس زمینیں اس شخص کو ملیں گی جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ آپ حضرات اسی سے جنت کے پلاٹوں کے سائز کا اندازہ کر لیں اور اس بات کا بھی اندازہ کر لیں کہ اس پلاٹ کو آباد کرنے اور اسے اپنے لیے محفوظ رکھنے کی خاطر ہمیں دنیا میں کس قدر محنت درکار ہے۔

حضرات محترم! میں نے نبی رحمت ﷺ کے سفر معراج کے دونوں پہلوؤں یعنی بیداری کے معراج اور خواب کے معراج کے حوالہ سے دو مختصر واقعات آپ کے سامنے بیان کیے ہیں، جن کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کے معجزات پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ ان سے اپنے لیے سبق اور پیغام بھی تلاش کریں اور ان پر عمل کریں تاکہ ہماری یہ دنیا کی زندگی کارآمد ہو اور ہم یہاں سے سرخرو واپس جائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔